

## 34808- سرمایہ کاری کرنے والی کمپنیوں میں اپنا مال گنو اچھے والوں کے لیے دس نصیحتیں

### سوال

ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اپنا مال سرمایہ کاری کرنے والی کمپنیوں میں اپنا مال گنو ایسا ہے کیا نصیحت ہے؟

### پسندیدہ جواب

- 1- مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مال کی سرمایہ کاری کسی مباح اور جائز کام میں کرے، نہ کہ حرام کام میں، اور اسے شجاعت سے اجتناب کرنا چاہیے۔
- 2- سرمایہ کاری کے لیے اسے اختیار کرے جو امانت دار اور قوی ہو اور وہ مال کو صرف کرنے اور اسے کاروبار میں لگانے پر طاقت رکھے اور مال کی سرمایہ کرنے اور اسے مال کو مختلف کاموں میں لگانے کا تجربہ بھی ہو۔
- 3- یہ کہ شرکت اور سرمایہ کاری کا معابدہ شرعاً صحیح ہو، اور باطل اور حرام شرعاً نہیں جس میں راس المال یا منافع میں سے کسی محدود مبلغ کی ضمانت ہو، اور ضروری ہے کہ شرکت داروں کا تناسب معلوم ہو۔ اخ.
- 4- شرکت دار اور سرمایہ کاری کرنے والے کو چاہیے کہ وہ لوگوں کا مال اور سرمایہ صرف کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ڈر اور تقویٰ اختیار کرے، لہذا اسے وہ کچھ نہیں لینا چاہیے جس کا وہ تصرف ہی نہیں کر سکتا، اور کسی سے بھی وہ ایسا مال قبول نہ کرے جس کے بارہ میں اسے علم ہو کہ وہ سرمایہ کاری میں کم ہو جائے گا، اسے چاہیے کہ وہ مضاربہ اور شرکت کی شروط کا التزام کرے، لہذا جب مال والا شخص یہ شرط رکھے کہ اس کے مال کی سرمایہ کاری کسی معین ملک اور شہر میں کی جائے تو اس کے لیے اس شرط سے نکلنے جائز نہیں۔
- 5- اس کے لیے شخص یہ شرط رکھے کہ اس کا مال کسی معین کام میں لگایا جائے تو اس سے باہر نہیں نکلنا چاہیے، اور اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے لیے حیلہ کرے اور انہیں یہ باور کرائے کہ اسے نفع ہو رہا ہے حالانکہ حقیقت میں اسے نفع نہیں ہو رہا، اور اگر اس کے پاس حقیقی تجارت نہ ہو جس سے مال میں نفع ہو اور بڑھے تو اس کے لیے پرانے حصہ داروں کے راس المال سے نئے حصہ داروں کو منافع دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جب اسے یقینی علم ہو کہ اس کے پاس اتنی تجارت نہیں کہ وہ لوگوں کو بڑا منافع دے تو اسے لوگوں بڑی نسبت سے منافع دے کر دھوکہ نہیں دینا چاہیے۔

خسارہ اور نقصان ہو جانے کی صورت میں :

- 1- لوگوں کے مال کی سرمایہ کاری کرنے والے پر ضروری اور واجب ہے کہ وہ لوگوں کو بچائی اور امانت کے ساتھ جو کچھ ہو اس کی حقیقت بتائے۔
- 2- اور اگر اس کی جانب سے زیادتی یا کوتاہی ہو تو وہ اس کو تاہی کا ضامن ہے، اور اسے اپنی کوتاہی اور زیادتی سے حاصل ہونے والے خسارہ کو خود برداشت کرنا ہو گا۔

-مال کے مالک کو چاہیے کہ جب اسے خسارہ ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فیصلہ اور تقدیر پر راضی ہو، اور اس مصیبت اور مشکل کو کم کرنے کی کوشش کرے اور اس کے اثرات کو زانل کرنے کا علاج کرے، جتنا بھی ممکن ہو سکے وہ شرعاً ہر جائز اور مباح طریقے سے راس المال کو بچانے کی کوشش کرے۔

- بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلہ پر راضی ہونا مالی خسارے اور نفیتی بلاکست اور معنوی گراوٹ سے دور رہ دیتا ہے، تو اسے نہ تو پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں یا پھر دلی سکتہ ہوتا ہے، یا خود کشی جیسا فعل، جیسا کہ وہ لوگ کرتے ہیں جو اس پر صبر نہیں کرتے، اور اسے چاہیے کہ وہ مندرجہ ذیل حثائق کو یاد رکھے :

انسان کو جو مصائب بھی اس کی جان اور نفس میں پہنچتے ہیں یا پھر اس کے مال اور خاندان میں یا اس کے معاشرہ میں پہنچنے والے مصائب یہ سب کوئی خاص شر اور برآئی نہیں، جو جزع فرع واجب کر دیں، بلکہ اگر مومن انہیں اچھے اور بہتر انداز میں لے اور ان سے معاملہ کرے تو یہ اس کے خیر و جلائی ہیں : لہذا وہ :

ا- خیر اور جلائی ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"مومن کا معاملہ بہت ہی عجیب و غریب ہے، اس کے سارے معاملات ہی خیر و جلائی ہیں، اور یہ صرف مومن کے لیے ہیں اس کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں، اگر اسے اچھائی اور خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے خیر اور جلائی ہے، اور اگر اسے کوئی تکلیف اور مصیبت پہنچتی ہے تو اس پر صبر کرتا ہے تو یہ اس کے خیر اور بہتر ہے" دیکھیں : صحیح مسلم حدیث نمبر (2999).

ب- ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ جلائی کا ارادہ کیا ہو :

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر و جلائی چاہتا ہے اسے آزماتا ہے" صحیح بخاری حدیث نمبر (5645).

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ : ابو عبید المروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ : اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مصائب اور مشکلات کے ساتھ آزماتا ہے تاکہ اسے اس پر اجر و ثواب سے عطا کرے۔

ج- ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہو :

"اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں ڈاتا ہے، تو جو کوئی جزع و فزع کرے اس کے لیے آہ و بکا اور جزع فزع ہے" اس کے راوی ثقہ ہیں.

اور سخیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جبے عطا کیا گی تو اس نے صبر کیا اور اس کی آزمائش ہوئی تو اس نے صبر کیا، اور ظلم کیا تو توبہ و استغفار کر لی، اور ظلم کیا گیا تو معااف کر دیا، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں" اسے طبرانی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے اسے حافظ رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی۔

و- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم قرآن مجید میں دلوں کو راحت دینے، اور نفس کی پر اگنگی کو سیدھا کرنے کا طریقہ بیان کیا ہے، اور یہ صبر اور استرجاع (یعنی انا اللہ و انا علیہ راجعون پڑھنا) کے ساتھ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مکمل اور پورے بدله اور اس ثواب کے ساتھ ملایا گیا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اسے صابر اور ثواب کی نیت کرنے والوں تک پہنچا

دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ ایسا وعدہ ہے جسے وہ عنقریب پورا کرنے والا ہے۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

۔[اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیں، وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بلاشبہ ہم نے اسی کی جانب لوٹا ہے، یہی ہیں وہ لوگ جن پر ان کے پروردگار کی جانب سے ان پر اس کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔] البقرۃ (155-157)

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اللہ عزوجل نے کلمات استرجاع کو مصیبت زدہ لوگوں کے لیے مل جاؤ پناہ گاہ بنائیں ہیں اور وہ کلمات یہ ہیں جو ایک مصیبت زدہ کہتا ہے : (اناللہ وانا الیہ راجحون) (بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں) اور یہ کلمات آزمائش والوں کے لیے شیطان سے بچاؤ ہیں، تاکہ شیطان پر مسلط نہ ہو جائے اور اسے غلط اور ردی قسم کے افکار کے وسوسے نہ ڈالنے شروع کر دے، اور جس مٹھنڈا ہو چکا ہے اس میں ہیجان اور جوش نہ پیدا ہو جائے، اور جو چھپ چکا تھا وہ ظاہر ہو جائے، اس لیے کہ وہ خیر و بخلانی اور برکت کے جامع ان کلمات کی طرف لپکا ہے، کیونکہ اس کا یہ کہنا : "اناللہ" یہ الفاظ اور کلمات عبودیت اور ملک کا اقرار ہے، بنده یہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ اللہ کی ملکیت ہے اور جو کچھ اسے پہچا ہے وہ بھی اللہ کی جانب سے ہے لہذا بادشاہ اپنی بادشاہی اور ملکیت والی اشیاء میں جس طرح اور جو چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

اور اس کا یہ کہنا : "وانا الیہ راجحون" اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موت دینے والا اور ہلاک کرنے والا ہے، پھر ہمیں اٹھائے گا، لہذا پہلے بھی اس کا حکم اور اخراج میں بھی اسی کی طرف پہنچتا ہے، اور اسی طرح اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجر و ثواب کی امید بھی ہے۔

اور اس اناللہ پڑھنے کی برکت اس کے ساتھ جو کچھ بیان کیا گیا ہے یہ بھی ہے جو امام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وارد ہے :

وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

"جو کوئی مسلمان جسے مصیبت پہنچتی تو وہ یہ ایسا ہی کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے کہ : اناللہ وانا الیہ راجحون، بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں، اور پھر یہ دعا پڑھے :

"اللّمَّا أَجْرَنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلَفَ لِي نِخْرَأَ مِنْهَا" اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرماء، اور اس کے بعد مجھے نعم البدل عطا فرماء)

تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

حیثیٰ غلطیوں کا کفارہ ہے : اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں نقل کیا ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہابیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کسی بھی مسلمان کو جو بھی مصیبت اور تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، حتیٰ کہ جو اسے کاٹا لگے اس کا نٹا لگنے کی وجہ سے بھی" اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

د- جب کسی مصیبت اور تکلیف کی خبر ملے تو مطلوب یہی ہے کہ اسے سنتے ہی صبر و حمل کا مظاہرہ کیا جائے، مثلاً کسی سرمایہ کی پنی کے گرنے کی خبر ملے تو اس بری خبر کو سنتے ہی صبر و حمل کرنا چاہیے؛ اور یہ سکتہ اور نفسیاتی گروٹ اور عصبی تکلیف سے بچاؤ کرتا ہے، اس پر مسٹر ادیہ کہ جس صبر پر بندے کو اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے وہ صدے کی ابتداء میں کیا جانے والا صبر ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"بلاشبہ صبر تو پہلے صدمہ کے وقت ہے" صحیح بخاری حدیث نمبر (1238) صحیح مسلم حدیث نمبر (926).

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اس کا معنی کامل اور مکمل صبر ہے کہرت مشتک کی وجہ سے جس پر اجر عظیم دیا جاتا ہے۔ اہ

وجب بندہ مصیبت اور آزمائش کے ساتھ اچھا اور بہتر معاملہ کرتا ہے تو وہ اس کے ساتھ اس کی گناہوں اور غلطیوں کو معاف کرتا اور اس کے درجات کو بلند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آزمائش اور مصائب کے ساتھ نعمت سے نوازتا ہے اگرچہ وہ بڑی بھی کیوں نہ ہو، اور بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نعمتوں کے ساتھ آزماتا ہے۔

ز- مسلمان کو چاہیے کہ وہ یہ یقین کر لے کہ اس کا مال چلا جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توہین کی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے توہینیں یہ بتایا ہے کہ مالداری اور فقیری دونوں ابتلاء و آزمائش اور امتحان کی سواریاں ہیں، اسی کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

(انسان کی یہ حالت ہے کہ) جب انسان کو اس کا رب آزماتا ہے اور عزت و نعمت سے نوازتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنا، اور جب وہ اس کو آزماتا ہے اور اس کی روزی ٹنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی (اور مجھے ذلیل کیا) الغیر (15-16).

ح مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ مصیبت اور آزمائش کے وقت اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کی ایتیاع اور پیروی کرے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور ان پر مصائب آئے تو انہوں نے کیا عمل کیا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی مصیبت اور آزمائش کو ختم کرنے کے بارہ میں فرمایا :

۔(اپنی جانب سے رحمت کرتے ہوئے)۔

یعنی ہم نے اس سے سختی کو رفع کر دیا اور اس پر اپنی جانب سے رحمت اور نرمی و احسان کرتے ہوئے اس کی تکلیف کو دور کر دیا، اور فرمایا :

۔(اور عبادت گزاروں کے لیے بطور نصیحت اور یادداہی)۔

یعنی جو جسمانی یا مالی اور اولاد کی ابتلاء اور آزمائش میں ہوا سے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بنی ایوب علیہ السلام کو اپنا اسوہ اور آئیڈیل بنائے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بھی بڑی آزمائش میں ڈالا تو انہوں نے بھی صبر و تحمل سے کام یا اور اجر و ثواب کی نیت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اس آزمائش کو ختم کر دیا۔

ولید بن عبد الملک کے پاس عبس علاقہ سے ایک نابینا بولڑھا آیا، اور جب ایک رات کو اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ولید نے اس کے حالات کے متعلق دریافت کیا؟

تو وہ کہنے لگا: اے امیر المؤمنین میں نے ایک رات سویا ہوا تھا، اور حالت یہ تھی کہ عس کے علاقے میں مجھ سے زیادہ مال و دولت گھوڑے اور اونٹوں اور اولاد اور عزت و مرتبہ والا کوئی شخص نہیں تھا۔

ایک رات سیلاب آیا اور مال و دولت اور اہل و عیال سب کچھ اپنے ساتھ بھالے گیا، اور ہمارے خاندان میں صرف ایک نومولود بچے اور اونٹ کے پھوٹے سے بھاگے ہوئے بچے کے علاوہ کچھ نہ چھوڑا، لہذا میں بچے کی جانب متوجہ ہوا اور اسے اٹھایا، اور پھر اس اکیلے اونٹ کے بچے کے پیچے ہو گیا، جب میں اس نہ پکڑ سکا تو میں نے بچے کو زمین پر لٹایا اور اس اونٹ کے بچے کے پیچے چل دیا تو میں نے بچے کی آواز سنی اور جب اس کی جانب واپس پٹا تو اسے بھیڑ کا لھا چکا تھا، لہذا میں اونٹ کے تک پہنچ گیا اور جب اسے پکڑا تو اس نے میرے چہرہ پر دو تی ماری جس کی بنا پر میری آنکھیں جاتی رہیں اور مجھے میری گدی کے بل گردیا، جب مجھے ہوش آیا تو میں شام کو تو صاحبِ ثروت اور مال و دولت اور عزت و مرتبہ اور صاحبِ اولاد تھا لیکن جب صح کی تو خالی ہاتھ تھا، نہ تو میری آنکھوں میں روشنی اور نظر تھی اور نہ ہی اہل و اولاد اور مال و دولت، تو میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

تو وہ کہنے لگا: اے عروہ بن زبیر کے پاس لے جاؤ تاکہ اسے یہ پتہ چل جائے کہ دنیا میں ایسا شخص بھی ہے جو اس سے بھی زیادہ ازماش میں پڑا اور بہت زیادہ صبر و تحمل والا ہے۔

شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

جب تجھے کسی آزمائش میں بٹلا کیا جائے تو اس پر صبر کر، عزت و کرم والا صبر کیونکہ یہی زیادہ ہسترا اور اچھا ہے۔

اور جب تجھے کسی مصیبت کے ساتھ آزماش جائے تو تو اسے سکوت اور خاموشی کا باباں پہنا کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ سلیم ہے۔

تم بندوں سے شکایت نہ کرو کیونکہ تم اس رحم کرنے والے رحیم کی شکایت اس کے سامنے کر رہے ہو جو رحم کرتا ہی نہیں۔

اور کتنی ہی آزمائشیں صاحب آزمائش اور ابتلاء کے لیے نعمت کا درجہ رکھتی ہیں، لکھنے ہی بندے ایسے میں جن کے لیے فقر اور بیماری میں بھی خیر اور بحلانی ہے، اور اگر اس کا بدن صحیح ہو جائے اور اسے مال زیادہ مل جائے تو وہ اکٹنے لگے اور بغاوت کرنے لگے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اُو اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لیے رزق میں کسائش کر دے تو وہ زمین میں فساد پچانے لگی﴾۔ الشوری (27)۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

اپنی پریشانیوں اور غمتوں سے اعراض کرنے والا بن، اور امور کو قضا اور قدر کے سپرد کر دے۔

اور جلدی آنے والی خیر و بحلانی کے ساتھ خوش ہو جا جو تجھے پھلا سب کچھ بھلا دے گی۔

ہو سکتا ہے بہت سے ایسے معاملات جو تیری لیے ناپسند اور تجھے ناراض کرنے والے ہیں ان کے انجام میں تیرے لیے رضا اور خوشی رکھی ہو۔

اور ہو سکتا ہے کہ مٹگی والی مٹگ ہو اور ہو سکتا ہے فنا و سیع ہو۔

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے، لہذا تم اس پر اعتراض کرنے والے نہ بنو۔

اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی کا عادی بنایا ہے، جو کچھ گزر چکا اس پر قیاس کرو۔

6- سرمایہ کاری کرنے والی کمپنیوں کا گرجانا اور نیچے چلے جانے کا معنی یہ نہیں کہ اس کا مال بالکل واپس نہیں ملے گا، بلکہ ہو سکتا ہے اسے نصف یا اس سے زیادہ یا کم مال مل جائے، اور اگرچہ سارے مال کا بھی خسارہ ہو جائے تو یہ دنیا کا خاتمہ نہیں، اور نہ ہی سب امیدوں پر پانی پھر جانا اور گم جانا ہے، بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مستقبل میں کوئی اور مال عطا کر دے اور جب صبر کرے تو وہ اس کے عوض میں مال دے دے۔

7- ہر اس جھوٹ سے جس کا علم ہو یا اس نے کسی دوسرے کو حقیقت کے علاوہ کچھ اور باور کرایا ہو یا کچھ چھپایا اور تمدیں کی ہو یا پھر وہ لوگوں سے کسی خاص کام میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے رقم لے کر اسے گھائے میں جانے والی سرمایہ کاری کی کمپنیوں میں لگا کر دھوکہ دیتا رہا ہو اور اس کا لفظ کمپنی اور اپنے مابین تقسیم کرتا رہا ہو، اس سب کچھ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پگی اور خالص توہہ کرے۔

اور اسی طرح جس نے لوگوں کے مال کے ساتھ دھوکہ کیا یا اپنی بہن اور والدہ یا بیوی کی ضروریات والی اشیاء کے ساتھ دھوکہ کیا اور انہیں اصل حقیقت کا نہ بتایا کہ وہ اس کے مال سے کیا کرے گا، اور اسی طرح جس نے ان سرمایہ کاری کرنے والی کمپنیوں میں شرکت کے لیے سودی قرض حاصل کیا وہ بھی توہہ کرے، اور ہو سکتا ہے کہ خاتمہ منکشف کرنے میں بہت سی عبرتیں اور عظیم سبق ہوں جن سے استفادہ کرنا واجب اور ضروری ہے۔

8- عظیم نصیحت کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اس طرح کی دھوکہ بازوں سے ڈرائیں اور بچنے کا کمیں، ان کہ علم میں ہونا چاہیے کہ اس طرح حالات میں برا بھلا کئے کی کوئی راہ نہیں، بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ مصیبیت زدہ سے ہر وسیلہ اور طریقہ کے ساتھ مصیبیت ہلکی کریں اور ان کی غم و پریشانی میں ان کو تسلی و تشفی دیں اور ضرر اٹھانے والوں کو ہر قسم کی مدد و تعاون مہیا کریں۔

8- بلاشبہ دین اسلامی اور دین پر سچائی اور سختی سے کاربند افراد کسی بھی حال میں کسی بھی جھوٹ اور کذب بیانی یا دھوکہ و فراؤ، یا حیانت اور ہیر اپھیری، یا غلط طریقہ سے مال ہڑپ کرنا اور اس میں اچانک خیط اور اسے نقصان دہ جگہوں میں لگانا، یا اسے مصائب و بلا اور حیلہ پر پیش کرنے کے نتائج کے متحمل نہیں ہوتے، بلکہ اس کے نتائج کا متحمل توہہ وہ شخص ہے جو جھوٹ اور کذب بیانی سے کام لے، اور زیادتی کی جرأت کرے، وہ اکیلا ہی اس کے نتائج بھی بھکتے گا، یہ جائز نہیں کہ اس کی بے عقلي اور غلط تصرف یا جھوٹ و کذب بیانی اور حیلہ بازی کا نتیجہ کسی اور پر ڈال دیا جائے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

۔(اور کوئی بھی بوجہ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجہ نہیں اٹھاتے گا)۔

اور ایک دوسرے پر کچھ اس طرح فرمایا :

۔(اور جب تم بات کرو تو عدل و انصاف سے کرو)۔

اور ایک مقام پر فرمایا :

۔(عدل و انصاف کرو یہ تقوی و پرہیز کاری کے زیادہ قریب ہے)۔

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

۔(حدل و انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ۔)

9- نقصان اور خسارہ ہو جانے کی صورت میں شرعی طریقوں پر چلنے ضروری اور واجب ہے، لہذا خسارہ کے بعد باقی بچنے والے مال کو راس المال کے مالکوں میں تقسیم کیا جائے، اور انہیں اس وہ اور نمونہ بننا ہو گا لہذا ہر ایک کو اس کے اصلی اور راس المال میں سے حساب اور تناوب سے کے مطابق دیا جائے گا۔

یہ جائز نہیں کہ ان قرضوں اور اموال کی کم رقم میں خریداری کی دلالی کا بازار لگا دیا جائے جن کا حصول مکمل نہیں ہوا، کیونکہ یہ ربا الفضل (زیادہ سود) اور ربا النسیبة (ادھار سود) جمع کرتا ہے، اور سود خوری اکبر الکبائر یعنی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

10- مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے سینے ایک دوسرے کے لیے کشادہ کریں، لہذا گالی گلوچ یا بر اجلا کہنے یا یہوی کو طلاق دینے یا قطع تعلقی اور والدین کی نافرمانی یا دوسروں پر زیادتی کرنے کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

اور استطاعت و قدرت رکھنے والے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ راس المال کے مالک لوگوں میں سے مسکین و کمزور اور بیتھیوں اور بیواؤں، اور بوڑھوں اور محدود اور کم آمد فی والے لوگ اپنے نے اپنے گھر اور گاڑیاں فروخت کر کے اسے خسارے والی تجارت اور سرمایہ کاری میں لگایاں کا حتی الوع تعاون اور مدد کریں، اور خیراتی مال سے جتنا بھی ہو سکے، چاہیں جو اس شرکت میں ظلم و زیادتی کے ساتھ چندہ دینے اور خیرات کرنے والوں کی اجازت کے بغیر ہی اس سرمایہ کاری میں لگایا گیا ہے، اور اس کے پیچے کوئی آواز اور مطالبہ نہیں تو اس حق کا مطالبہ کرتا ہو۔

اور مسلمان وکلاء کو بھی چاہیے کہ وہ کمزور لوگوں کے حقوق کے حصول میں ان کی مدد کریں اور خیراتی مال کو بچا کر اجر و ثواب کی نیت رکھیں، اور ابriاء کو بری کریں اور دین کے معاملہ میں پند و نصائح اور مشورہ دیتے رہیں۔

ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ نقصان اٹھانے اور مصیبت زدہ افراد کو اپنی جانب سے نعم البدل عطا فرمائے، اور جو مصیبت اور آزار اش آتی ہے اس پر انہیں صبر و تحمل دے، اور وہ اللہ عز وجل سب سے بہتر روزی رسان اور خیر الرازقین ہے۔

واللہ اعلم۔